لہو اور قالین

از میرزا ادیب

ابتدائی حالات:

میرزا ادیب کا اصل نام دلاور علی اور قلمی نام میرزا ادیب ہے۔ ۱۹۳۱ میں اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ سے میٹرک کرنے کے بعد انہوں نے ۱۹۳۵ میں اسلامی اسکول لاہور سے بی اے آنرز کیا۔

میرزا ادیب کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۳۶ سے ہوا ۔اس زمانے میں اسلامی اسکول لاہور میں بہت سی علمی و ادبی شخصیات موجود تھیں جنہوں نے میرزا کے ادبی ذوق کو پروان چڑھانے میں معاونت کی ۔ میرزا نے ابتدا میں شعر و شاعری کی طرف توجہ دیں مگر جلد ہی اسے ترک کر کے افسانہ اور ڈرامہ نگاری کی طرف آ گئے۔

انہوں نے ۱۹۳۵ میں رسالہ ادب لطیف کی ادراس سنبھالی اور طویل عرصے تک اس سے وابستہ رہے۔ پھر ریڈیو پاکستان میں ملازم ہوگئے۔

اسلوب نگارش:

میرزا ادیب یا کبابی اور اور ریڈیائی ڈرامہ نگاری میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ تقسیم ہند کے اردو ادب میں یک بابی ڈرامے کو جو فروغ ملا اس میں میرزا ادیب نے اہم کردار ادا کیا وہ معاشرے کے نفسن اس لئے ان کے ڈراموں کے موضوعات کام اور روزمرہ زندگی سے متعلق ہے۔ اپنے معاشرے کی انسانی خواہشات اور توقعات کو میرزا ادیب نے خاص اہمیت دی ہے۔

مکالمہ نگاری:

میرزا ادیب نے کردار نگاری کے سلسلے میں بھی گہرے مشاہدے ،انمول بصیرت اور فنکارانہ گروپ سے کام لیا ۔انہوں نے زندگی کے ان کرداروں کا درجہ دیا ہے ۔ان کے مکالمے نہایت برجستہ، مختصر اور بے محل ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان کے ڈراموں میں قاری یانا کی دلچسپی شروع سے آخر تک قائم رہتی ہے جو کسی کامیاب ڈرامہ نگار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔

تصانیف:

میرزا ادیب کے ڈراموں کے اہم مجموعوں کے نام یہ ہیں "آنسو اور ستارے"، " لہو اور قالین"، " ستون "، " خاک نشین "، "پس پردہ "اور شیشے کی دیوار ان کے علاوہ "صحرا نورد کے رومان" اور" مٹی کا دیا "(آپ بیتی) ان کی زندہ رہنے والی کتابیں ہیں۔

مُشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آویزاں	لٹکا ہوا	تحکم	حکم کرنا
تخلیقات	فن پارے	زمین بوس	سجدہ کرنا، گرنا

شب بیداری	رات بھر جاگنا	قدرو منزلت	مقام اور مرتبہ
قلّاش	مُفلس	مزیّن	آراستہ، سجایا ہوا
مُعمّا	پوشیدہ بات، پہیلی	ملائمت	نرمی
متعجب	حیران	قدرو منزلت	عزت، رتبہ
الگ تھلگ	علیحدہ، جدا	شب بیداری	رات کا جاگنا

سبق کا خلاصہ

میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں معاشرے میں موجود ریاکاری اور خود غرضی کے بارے میں بتایا ہے۔ انسان کے اعمال کی بنیاد اس کی نیت پرھ لازوال زندگی کے لیے خلوص نیت کا ہونا بہت ضروری ہے ۔سرمایہ داروں کی زندگی ان کے پہلو کی عکاسی ہے ۔کس کے ساتھ ساتھ انھوں نے غریب مصوروں کی زندگی پر بھی روشنی ڈالی ہے ۔جو چند سکون کی خاطر اپنا فن بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ تو مال ایک بہت بڑا سرمایہ دار تھا اور اختر ایک

مفلس و قلاش مصور تھا۔ تجمل نے اپنی کوٹھی کا ایک عمر اختر کے اسٹوڈیو کے طور پر وقف کر رکھا تھا۔ وہ ترکی بنائی ہوئی تصاویر کی نمائش بھی کرتا اور اپنے دوستوں کو تحفتاً تصاویر بھیجتا تھایوں سوسائٹی میں اس کا اعلی مقام تھا کہ وہ غریب پرور انسان ہے لیکن درحقیقت اختر کی اس امداد کے پیچھے تجمل کا مطمع نظر یہتھا کہ وہ سوسائٹی میں شہرت حاصل کرے۔ اس چیز نے اختر کے فن کا خون کر دیا کوئی فنکار اسی وقت سچا فنکار کہلاتا ہے ۔جب اس کی تخلیقات اس کے ذہن کے تابع ہوں جب ان پر دولت کا سایہ پڑ جائے تو فن کہیں گم ہو جاتا ہے ۔پھر وہ فن پارے بکاؤ مال بن جاتے ہیں۔

میری غربت نے اڑایا ہے میرے فن کا مذاق

تیری دولت نے تیرے عیب چھپا رکھے ہیں

جب اختر پر حقیقت آشکار ہوئی تو اس کے فن کا خون ہو گیا ۔ایسے میں اس کے ایک مصور دوست نیازی نے اسے سہارا دیا نیازی بھی ایک مصور تھا اور غربت سے مجبور ہو کر وہ اختر کے ہاتھ اپنے فن بیچنے پر آمادہ ہو گیا۔ یو نیازی تصاویر بنا کر رکھ کر کے حوالے کرتا رہوں تصاویر اپنے نام سے تجمل کو دے دیتا ان تصویر کے بل بوتے پر اپنی شہرت کی عمارت کھڑی کرتا ۔یہ دو سال تک اسی طرح جاری رہا اور جب نیازی کی بنائی ہوئی ایک تصویر کو نمائش میں اول انعام کا حقدار قرار دیا گیا تو نیازی اس صدمے کو سہ نہ سکا وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر کو بھی اپنا نہیں کہہ سکتا تھا ۔اسی صدمے نے اسے خودکشی پر مجبور کردیا ۔اختر یہ سن کر ترجمہ کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے قتل کئے ہیں ایک مصور کے فن کو موت کے گھاٹ اتارا اور دوسرے مصور کی جان لے لی تمہارے ہاتھ

خون سے رنگے ہوئے ہیں ۔تو جنگل غصے سے کہتا ہے کہ اختر پاگل ہوگیا ہے اس کو دھکے دے کر یہاں سے نکال دو چنانچہ اختر نے تجمل حسین کے کردار کا اصل چہرہ بے نقاب کیا ہے ۔جو ایک مصور کا سہارا لے کر سستی شہرت چاہتا تھا۔

یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ ہم جھوٹی سورتوں رانا کے لیے بے دریغ دوسروں کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ ایک فنکار کے دل پر کیا گزرتی ہے کیونکہ ایک سچا فنکار اپنی تخلیقات کو اپنی اولاد سے بڑھ کر جانتا ہے۔

مرکزی خیال:

اس ڈرامے کا مرکزی خیال یہ ہے کہ انسان جب دولت میں کھیلنے لگتا ہے تو سوسائٹی میں اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے نئے نئے ہتھکنڈے اختیار کرتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو اپنی شہرت کی وجہ بتاتا ہے جو کہ غربت کی وجہ سے گمنامی کے اندھیروں میں پڑے ہوتے ہیں۔ مگر ان غریبوں کے اندر کا انسان پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں مگر ساتھ ساتھ ان کا فن اپنی موت مر رہا ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی چور راستے اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی ان محرومیوں کا ذمہ دار سرمایہ داروں کو سمجھتے ہیں۔

سدا روپوش رہتے ہیں وہ پتھر　　　عمارت جن کے کاندھوں پہ تعمیر ہوتی ہے

اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: جیسا کہ آپ جانتے ہیں، آج سے دو سال پہلے میں ایک تنگ و تاریک گلی کے ایک خستہ اور بدنما مکان میں رہتا تھا۔ بہت کم لوگ مجھے جانتے تھے اور جو جانتے تھے، انہیں میرے متعلق صرف یہی معلوم تھا کہ میں ایک مفلس، قلاش اور گمنام مصوّر ہوں میں بے شمار تصویریں بنائی تھیں مگر وہ تمام کی تمام کباڑیوں یا نیلام گھروں میں پہنچ کر لکوڑیوں کے بھاؤ بِک چکی تھیں۔ زندگی اسی حالت میں گزر رہی تھی کہ اتفاقاً تصویروں کی ایک نمائش گاہ میں میری آپ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے میری تصویروں میں دلچسپی لی اور مجھے اسی شام کو اپنے ہاں چائے پر بلالیا میں اپنے ہزارو ہم پیشہ بھائیوں کی طرح غربت کی چکی میں پِس رہا تھا۔ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی جو چھپی رہ سکتی آپ نے میری حالت کا اندازہ لگا لیا اور اس بات پر اصرار کیا کہ میں اپنے غربت کدہ سے نکل کر آپ کے ہاں آجاؤں تاکہ اطمینان کے ساتھ فن کی خدمت کر سکوں آپ نے میرے لیے یہ کمرا وقف کر دیا اور مجھے زندگی کی ضروریات سے بے نیاز کر دیا۔

حوالہ متن: **مصنف کا نام:** میرزا ادیب

سبق کا عنوان: لہو اور قالین

حل لغت: قلاش: مفلس۔ کوڑیوں کے بھاؤ بکنا: نہایت کم قیمت پر بکنا۔ خستہ: خراب۔ ہم پیشہ: ایک ہی پیشہ کے لوگ۔ گم نام: غیر معروف۔ وقف کرنا: چھوڑ دینا۔

سیاق و سباق:

میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں بتایا ہے کہ انسان کے اعمال کی بنیاد اس کی نیت پر ہے لازوال زندگی کے لیے خلوص نیت کا ہونا بہت ضروری ہے سرمایہ داروں کی زندگی ان کے ایک پہلو کی عکاسی کی ہے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے غریب مصوروں کی زندگی پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جو چند سکوں کی خاطر اپنا فن بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ تجمل ایک بہت بڑا سرمایہ دار تھا اور اختر ایک مفلس و قلاش مصور تھا تجمل نے اپنی کوٹھی کا ایک کمرہ اختر کے سٹوڈیو کے طور پر وقف کر رکھا ہے۔ درحقیقت اختر کی اس امداد کے پیچھے تجمل کا مطمع نظر یہ تھا کہ وہ سوسائٹی میں شہرت حاصل کرے۔ نیازی تصاویر بنا کر اختر کے حوالے کرتا اور اختر تصاویر اپنے نام سے تجمل کو دے دیتا تجمل کا اختر کے فن مصوری کی سرپرستی کرنا دراصل اس کی ریاکاری پرستی تھا۔ اس مصور نواز شخصیت کا اصل مقصد مصوری سے لگاؤ نہیں بلکہ کچھ اور تھا۔ چنانچہ اختر نے تجمل حسین کے کردار کا اصل چہرہ بے نقاب کیا ہے۔ جو ایک مصور کا سہارا لے کر سستی شہرت چاہتا تھا۔ اس کے برعکس ایک فنکار کے فن کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

تشریح؛ اس پیراگراف میں مصنف نے مصور اختر اور تجمل کے درمیان ہونے والی بات چیت کا ذکر کیا ہے۔ تجمل اختر کی بنائی ہوئی تصویروں کی بدولت اپنے آپ کو مشہور کرنا چاہتا ہے اس کے برعکس اختر "النشاط" سے جانا چاہتا ہے اختر کے بقول وہ دو سال پہلے ایک تنگ و تاریک گلی میں ایک مکان میں رہتا تھا انتہائی غربت کی زندگی گزارتا تھا جان پہچان نہ ہونے کے برابر تھی۔ لوگوں کی نظر میں، میں ایک غریب، تنگدست اور غیر معروف مصور تھا۔ غربت کے دور میں بھی میں نے بے شمار تصاویر بنائی تھیں لیکن وہ مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ساری کباڑیوں کے پاس اور نیلام گھروں میں انتہائی کم قیمت میں فروخت ہوئیں تھیں۔ ان بکنے والی تصویروں کی وجہ سے میری شہرت میں بھی نہ ہونے کے برابر اضافہ ہوا۔ ایک دن مجھے ایک تصویری نمائش میں جانے کا موقع ملا میری آپ سے ملاقات ہوگئی آپ نے میرے فن مصوری میں دلچسپی لیتے ہوئے اپنے گھر جانے کی دعوت دی میں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ میں اپنے ہزاروں ہم پیشہ بھائیوں کی غربت کی انتہا کو پہنچ چکا تھا اس بات کو چھپانا مشکل تھا ملاقات میں انہوں نے میری حالت کا اندازہ لگا لیا۔ آپ ضد کر کے مجھے اپنے ہاں رہنے کا کہا تاکہ میں اطمینان اور سکون سے اپنے فن کی خدمت کر سکوں آپ نے اپنے گھر کا ایک کمرہ مجھے دے دیا اور مجھے زندگی کی ضروریات سے بے پروا کر دیا۔

Page 3 / 3

حل مشقی سوالات

ا۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) تجمل نے اختر کے بارے میں کس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تھا؟

جواب: تجمل نے اختر کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ اس قسم کے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ ہر وقت کسی نہ کسی سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں۔ الگ تھلگ رہنا چاہتے ہیں۔

(ب) اختر کا حلیہ بیان کیجئے؟

جواب: اختر کا حلیہ اڈھیر عمر کا شخص، سر کے بال بکھرے ہوئے۔ آنکھیں شب بیداری کی وجہ سے سرخ، لباس پاجامہ اور کمیز، آستینیں چڑھائی ہوئی آنکھوں کے گرد حلقے زیادہ نمایاں۔

(ج) اختر کو کون کون تصویریں بنا کر دیتا تھا؟

جواب: نیازی تصویریں بنا کر اختر کو دیتا تھا۔

(د) نیازی نے اپنی تصویریں اختر کے حوالے کیوں کیں؟

جواب: نیازی نے اپنی تصویریں اختر کے حوالے اس لیے کی تاکہ اس سے رقم لے کر اپنے آپ کو اور خاندان کو عزت و آبرو کے ساتھ زندہ رکھ سکے۔

(ہ) تصویریں اختر کی نہیں ہے۔ اس انکشاف پر تجمل کا رد عمل کیا تھا؟

جواب: تجمل کو ایک دھچکا سا لگا اس نے اختر سے کہا کہ کیا تم مجھے اب تک دھوکا دیتے رہے ہو۔

(و) سردار تجمل حسین کی کوٹھی کا نام کیا تھا؟

جواب: سردار تجمل حسین کی کوٹھی کا نام" النشاط" تھا۔

(ز) تجمل کی عمر کتنی تھی؟

جواب: تجمل کی عمر چالیس اور پینتالیس کے درمیان تھی۔

(ح) اختر دو سال قبل کہاں رہتا تھا؟

جواب: اختر دو سال قبل ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں رہتا تھا۔

(ط) تجمل نے اختر کو کونسی خوشخبری سنائی؟

جواب: تجمل نے اختر کو یہ خوشخبری سنائی کہ ججوں نے تمہاری تصویر کو اول انعام کا مستحق قرار دیا ہے ہے۔

(ی) اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل کون تھا؟

جواب: اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل تجمل تھا۔

2۔ میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں کیا پیغام دیا ہے؟

جواب: میرزا نے اس ڈرامے میں فرضی کرداروں کے ذریعے پیغام دیا ہے کہ انسان کا کامیاب زندگی کا دارومدار اس کی نیت پر ہوتا ھے۔ دنیاوی شان و شوکت کی خاطر کیے جانے والے کام کبھی ذہنی سکون کا باعث نہیں ہوسکتے۔ ریاکاری، خودغرضی، سستی شہرت، جھوٹ اور بناوٹ کامیاب انسانی زندگی کے لیے زہر قاتل ہے۔

3۔ ڈرامہ "لہو اور قالین" کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: سبق کا خلاصہ شروع کے صفات پر دے دیا گیا ہے۔

4۔ اس ڈرامے کے کرداروں کے نام لکھیں۔

جواب: اس ڈرامے کے کردار مندرجہ ذیل ہیں:

بابا- نوکر

تجمل- ایک سرمایہ دار

اختر- مصور

رؤف - تجمل کا پرائیویٹ سیکریٹری

5۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع لکھیں۔

جواب: منظر، تصویر، باغ، خبر، انعام، تکلیف

الفاظ	جمع
منظر	مناظر
تصویر	تصاویر
باغ	باغات
خبر	اخبار
انعام	انعامات
تکلیف	تکالیف

6۔ متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے خالی جگہ پر کریں۔

جواب: (الف) ججوں نے تمہاری تصویر کو اوّل انعام کا مستحق قرار دیا ہے۔

(ب) میں نے تفصیل معلوم کرنے کے لیے رؤف کو بھیج دیا ہے۔

(ج) تم نے ملک کے تمام مصوروں کے مقابلے میں یہ انعام جیتا ہے۔

(د) تمہیں مبارکباد دینے شہر کے معززین آرہے ہیں۔

(ہ) سنا ہے آرٹسٹوں پر کبھی کبھی دورے بھی پڑتے ہیں۔

(و) میرے فن کی بہتری اسی میں ہے کہ یہاں سے چلا جاؤں۔

(ز) آپ کے تصورات کا شیش محل ابھی زمین بوس ہو جائے گا۔

(ح) آپ سب کچھ سمجھ جائیں گے یہ کوئی معما نہیں ہے۔

(ط) آج سے دو سال پہلے میں ایک تنگ و تاریک گلی کے ایک خستہ اور بدنما مکان میں رہتا تھا۔

(ی) قانون تمہیں کچھ نہیں کہے گا، مگر انسانیت کی نظروں میں تم قاتل ہو۔

7۔ اِعراب کی مدد سے تلفّظ واضح کریں۔

جواب: تَجَمُّل، مُصَوِّر، مُسْتَحِق، اِعْزاز، مُعَزِّزِیْن، اِہْتِمام، سَنْجِیْدہ، مُعامَلَہ، مُعَمَّا

8۔ مذکر اور مونث الگ الگ کریں۔

جواب: سرکار، پاجامہ، قمیض، اخبار، مصور، تصویر، جھونپڑی، توہین، میمان، نمائش

مذکر: سرکار، پاجامہ، مصور، مہمان، اخبار

مونث: قمیض، تصویر، جھونپڑی، توہین، نمائش

9۔ کالم الف میں دیے گئے الفاظ کو کالم ب کے متعلقہ الفاظ کے ساتھ ملائیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
تجمل	مصوّر	سرمایہ دار
بابا	سیکرٹری	نوکر
میرزا ادیب	سرمایہ دار	ڈراما نگار

جواب:

رؤف	ڈراما نگار	سیکرٹری
اختر	نوکر	مصوّر

10۔ درج ذیل کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

الفاظ	معانی	جملے
فنکار	اپنے فن کا ماہر	ہمیں فن اور فن کاروں کی قدر کرنی
شب بیداری	رات کو جاگنا	بزرگان دین اکثر شب بیداری کیا کرتے تھے
خوشخبری	خوشی کی خبر	اچھی خبر توقیر نے امتحان میں اول آنے کی خوشخبری سن کر مٹھائی تقسیم کی
اعزاز	رتبہ مرتبہ	راشد منہاس نے نہایت کم عمری میں سب سے بڑا فوجی اعزاز حاصل کیا
کارنامہ	کارکردگی	جنگ میں بہادری کے شاندار کارنامے سرانجام دے کر ملک کا نام روشن کیا

شیش محل	شیشے کا بنا ہوا گھر	لاہور شاہی قلعہ میں شیش محل واقع ہے۔
کش مکش	لڑائی جھگڑا/ضمیر کی خلش	تمام ممالک ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کش مکش میں بتلا ہیں۔
نمائش گاہ	نمائش لگنے کی جگہ	نمائش گاہ میں فوجی بینڈ نے اعلی کرتب کا مظاہرہ کیا۔
سرپرستی	نگرانی	ہمیں یتیم بچوں کی سرپرستی کرنی چاہیے۔
مصور نواز	مصور کی سرپرستی کرنے والا	عوام کو چاہیے کہ وہ فنکاروں اور مصوروں کی سرپرستی کرکے مصور نوازی کا مظاہرہ کرے۔